حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

۲ - محاذِ عراق وعجم

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق

(استاذ ادبیات عربی - دہلی یونیورسٹی)

(۱۳)

۷ ۱۴ ۔ ابو موسیٰ اشعری کے نام

مراسلۂ ذیل اعثم کوفی کی فتوح سے ماخوذ ہے۔ جیسا کہ آپ ابھی پڑھیں گے اس خط سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صوبۂ فارس اور کرمان کے فاتح ابو موسیٰ اشعری تھے۔ اعثم نے ان صوبوں کی فتح کا مختصر ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس خط کا مرجع کون ہے۔ فارس اور کرمان کی تسخیر ابو موسیٰ کے ہاتھوں ایک منفردانہ رائے ہے جس کی توثیق جہاں تک مجھے علم ہے قدیم مورخوں نے نہیں کی ہے۔ ان میں سیف بن عمر کی رائے تو بالکل منفیانہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ۱۷ھ میں حضرت عمر نے جارحانہ پیش قدمی کی اسکیم کے تحت ایران میں سات محاذ قایم کئے تھے جن میں دو فارس اور کرمان کے صوبے تھے اور ان میں سے کسی ایک کی کمان ابو موسیٰ کے ہاتھ میں نہ تھی اور نہ وہ اُن کی فتح کے دوران کبھی کمک لے کر آئے تھے۔ ان دو متضاد روایتوں کے بین بین ایک تیسری روایت ہے جس کی رو سے ابو موسیٰ کئی بار مرکز کی زیر ہدایت بصرہ سے کمک لے کر فارس کی لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے اور ان کی مدد سے اس محاذ کے کمانڈر عثمان بن ابی العاص (گورنر بحرین) نے کئی اہم معرکے

جیتے تھے۔ تاہم اس بات کی تصدیق اس روایت سے بھی نہیں ہوتی کہ ابوموسیٰ نے کرمان کی فتح میں حصہ لیا تھا۔ (فتوح البلدان، مصر، ۲۹۴-۲۹۶ وطبری ۴ر)

ابوموسیٰ، تمھارا خط ملا، خدا کے فضل اور مدد سے جو فتوحات تم کو حاصل ہوئیں ان کا حال معلوم ہوا، یہ بھی معلوم ہوا کہ فارس اور کرمان کے صوبے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے، خدا کی ان عنایتوں کا بہت بہت شکر گذار ہوں۔

(۲) تم نے لکھا ہے کہ یہ خط خُراسان کی سرحد سے لکھ رہا ہوں۔

(۳) شاید اب تمھارا ارادہ خراسان میں داخل ہونے کا ہے۔ اگر واقعی یہ بات ہے تو تم خراسان کی مہم موقوف رکھو۔ ہم کو خراسان نہیں چاہیئے۔

(۴) اس خط کو پڑھنے کے بعد ان تمام شہروں پر جو خدا کی مدد سے تم نے فتح کئے ہیں راستباز، خوش خصال اور بھروسہ کے حاکم مقرر کرو اور خود بصرہ لوٹ جاؤ۔

(۵) خراسان کا خیال دل سے نکال دو، ہم کو خراسان اور خراسان کو ہم سے کوئی سروکار نہیں، کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان آہنی پہاڑ اور آتشیں دریا اور ہزاروں دیواریں حائل ہوتیں۔" (اعثم ص۷۹ و ناسخ التواریخ)

۱۴۸- ابوموسیٰ اشعری اور حفاظِ قرآن کے نام

کنانہ عَدَوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے مرکزی شہروں کے حکام کو لکھا:

"مجھے حافظوں کے نام لکھ کر بھیجو تاکہ میں ان کا امتیازی وظیفہ (۲۵۰۰ درہم سالانہ) مقرر کروں اور اُن کو قرآن پڑھانے اسلامی قلمرو میں بھیجوں۔"

ابوموسیٰ نے بصرہ کے تین سو سے اوپر حافظوں کی خبر دی تو یہ خط موصول ہوا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر کی طرف سے عبداللہ قیس اور حُفّاظِ قرآن

کے نام ۔ سلام علیکم ۔ واضح ہو کہ یہ قرآن تمھارے لئے اجر اور شرف دونوں کا ذریعہ ہے ۔ لہذا اس کی تعلیم پر عمل کرو ۔ ایسا نہ ہو کہ اس کو اپنے مقاصد کا آلۂ کار بنالو، اور قرآن تمہارا تابع رہے اور تم اس کے متبوع، جو ایسا کرے گا قرآن اس کو جہنم میں دھکیل دے گا اور جو قرآن کو اپنا قائد اور متبوع بنائے گا قرآن اس کو جنت کے باغوں کی سیر کرائے گا ۔ قرآن کو تمہارا شافع (سفارشی) ہونا چاہیئے۔ اور اس کو تمھارے پُرفریب ارادوں کا آلۂ کار نہیں بننا چاہیئے ۔ کیوں کہ قرآن جس کا شافع ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا ۔ اور قرآن جس کے پُرفریب ارادوں کا آلۂ کار بنے گا وہ دوزخ میں جلے گا ۔ واضح رہے کہ یہ قرآن ہدایت کا چشمہ، علم کا کنول اور رحمٰن کی سب سے تازہ کتاب ہے ۔ اس کے ذریعہ خدا اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بند دل کھول دیتا ہے ۔ واضح ہو کہ خدا کا بندہ جب رات میں اُٹھتا ہے اور مسواک کرکے وضو کرتا ہے، پھر تکبیر کہہ کر قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کا منہ چومتا ہے اور کہتا ہے : "پڑھو، پڑھو تم پاک و صاف ہو گئے قرآن پڑھنے سے تم کو بہت لطف آئے گا ۔" اور اگر اُٹھنے والا بغیر مسواک کئے وضو کرلے تو فرشتہ اُس کی حفاظت تو کرتا ہے لیکن اُس کا منہ نہیں چومتا ۔ خبردار، نماز میں قرآن خوانی ایک بیش بہا دولت کے مانند ہے اور اس میں بڑی خیر و برکت ہے، اس لئے جتنا زیادہ ہو سکے قرآن پڑھا کرو ۔ نماز نور ہے، زکوٰۃ برہان ہے، اور صبر روشنی، روزہ ڈھال، اور قرآن تمھارے حق میں یا تمھارے خلاف ایک دلیل ہے ۔ پس قرآن کا احترام کرو اور اس سے بے التفاتی نہ برتو، کیوں کہ اللہ عزت کرتا ہے اُس کی جو قرآن کی عزت کرتا ہے اور بے آبرو کر دیتا ہے اس کو جو قرآن کی بے حرمتی کرتا ہے ۔ یاد رہے کہ جو قرآن پڑھے اور اس کو یاد کرے اور پھر اس کے مطابق عمل بھی کرے، ایسے شخص کی دعا، خدا قبول کرتا ہے، اگر دعا، کرنے

والا چاہے تو خدا دنیا میں اُس کی دعا پوری کر دیتا ہے ورنہ اُس کی مانگی ہوئی چیز آخرت کے لئے جمع ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ خدا کا انعام بہترین اور پائدار انعام ہے اور یہ ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو صاحب ایمان ہیں اور اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (ابن زنجویہ۔ کنز العمال ۱/۲۱۷)

۱۴۹۔ ابوموسیٰ اشعری کے نام

" دنیا میں تم کو جتنا رزق ملا ہے اس پر قانع رہو، کیوں کہ خدا نے کسی کو زیادہ اور کسی کو کم رزق دیا ہے اور اس طرح وہ سب کو آزمانا چاہتا ہے جو خوش حال ہے اس کی آزمائش یہ ہے کہ وہ کس شان سے شکر ادا کرتا ہے اور اس فرض سے کس طرح عہدہ برآ ہوتا ہے جو خدا کی عنایتوں سے اس پر عائد ہوتا ہے " (ابن ابی حاتم۔ کنز العمال ۲/۱۵۱)

۱۵۰۔ ابوموسیٰ اشعری کے نام

" واضح ہو کہ کام کو قوت کے ساتھ انجام دینے کا مدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل کے لئے نہ چھوڑا جائے، کیوں کہ جب تم ایسا کروگے تو کام بہت بڑھ جائیں گے اور تمھاری سمجھ میں یہ نہ آئے گا کہ کون سا کام پہلے کرو اور کون سا بعد میں، اس طرح بہت سے ضروری کام ضائع ہو جائیں گے۔

(۲) اگر تمہیں دو صورتوں میں سے ایک کو کرنے کا اختیار ہو اور ان دو میں ایک سے دنیا سدھرتی ہو اور دوسرے سے آخرت تو وہ صورت اختیار کرو جس سے آخرت سدھرتی ہو، یہ اس لئے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے۔

(۳) خدا سے برابر ڈرتے رہو اور قرآن کی تعلیمات کو سمجھو، قرآن علم کا سرچشمہ

اور دلوں کی بہار ہے۔" (ابن ابی شیبہ - کنز العمال ۸/ ۲۰۸)

اس خط کا پہلا جملہ (کام کی قوت ... ضائع ہو جائیں گے) کتاب الاموال ابو عبید کے اس خط میں بھی ہے جو آگے بیان ہو گا۔

۱۵۱۔ ابوموسیٰ اشعری کے نام

ایک مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا، ابوموسیٰ نے اس کی اطلاع خلیفہ کو دی اور پوچھا کہ قاتل کی جان لی جائے یا مقتول کا خوں بہا اور اگر خوں بہا لیا جائے تو کتنا؟

جواب

"اگر مارنے والا ڈاکو یا باغی ہو تب تو اس کی گردن مار دو، اور اگر طیش میں آکر اس نے قتل کیا ہو تو اس سے چار ہزار درہم تاوان لے کر مقتول کے وارثوں کو دے دو۔" (جامع عبدالرزاق و سنن بیہقی - کنز العمال ۷/ ۳۰۴)

اس سے ملتا جلتا ایک خط ابو عبیدہ بن جراح کے نام بھی نقل ہوا ہے:۔

"اگر قاتل مسلمان قتل و خوں ریزی کا خوگر ہو تب تو اس کی گردن مار دو اور اگر اس نے جوشِ غضب میں آکر ایسا کیا ہو تو مقتول کے وارثوں کو چار ہزار درہم (تقریباً دو ہزار روپئے) خوں بہا دلوا دو۔" (جامع عبدالرزاق و سنن بیہقی - کنز العمال ۷/ ۳۰۴)

ان دونوں مراسلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی کے نزدیک ذمی کی جان مسلمان کی جان کے برابر نہیں تھی۔ مگر حقیقت غالباً یہ نہیں، روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حیرہ کے ایک عیسائی کے مسلمان قاتل کو موت کی سزا دی تھی۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ کسی مسلمان نے ایک یہودی کو مار ڈالا تو خلیفہ نے مقتول کا خوں بہا بارہ ہزار درہم (تقریباً چھ ہزار روپئے) دلوایا۔[1]

---

[1] جامع عبدالرزاق - کنز العمال ۷/ ۳۰۴

۱۵۲- ابوموسیٰ اشعری کے نام

کنز العمال میں عمرو بن شعیب کے حوالہ سے بیان ہوا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے خلیفہ کو لکھا کہ جب مسلمانوں کو پارسیوں پر شبہ ہوتا ہے تو وہ ان کو قتل کر دیتے ہیں اس باب میں آپ کا کیا حکم ہے؟

جواب آیا :-

"پارسی غلام ہیں، ان کو اگر کوئی مسلمان مار دے تو ایک غلام کی قیمت کے حساب سے مقتول کے وارثوں کو قاتل سے قیمت دلوا دی جائے "۔

کنز العمال میں ابن جریر کی تہذیب الآثار سے ایک اور روایت بیان ہوئی ہے جس میں حضرت عمر کے دو قریب ترین مشیروں۔ حضرت علی اور ابن عباس، کا اس سے بالکل مختلف نظریہ پیش کیا گیا ہے۔ ان دونوں کی رائے تھی کہ اگر کوئی مسلمان کسی غلام، عیسائی، یہودی، عورت کو عمداً قتل کر دے تو اس کو قتل کی سزا ملنا چاہیئے۔ یہ باور کرنا بہت مشکل ہے کہ ایسے سنگین معاملے میں حضرت عمر اپنے مشیرانِ خاص سے اس درجہ مختلف الخیال تھے۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا روایت بھی اس خط کے مضمون کی تردید کرتی ہے جس میں ہے کہ کسی مسلمان نے حیرہ کے ایک ذمی کو مار دیا تھا تو حضرت عمر نے قاتل کو موت کی سزا دلوائی تھی۔ (جامع عبدالرزاق - کنز العمال ۷/۳۰۴)

۱۵۳- ابوموسیٰ اشعری کے نام

"اگر حاکم دیانت و امانت سے کام لے گا تو اس کے ماتحت بھی یہی روش اختیار کریں گے۔ اگر حاکم تن پروری میں لگ جائیں تو رعیت بھی تن پرور اور نفس کوش ہو جاتی ہے۔ اس بات کا پورا احتمال ہے کہ رعیت حاکموں سے دور بھاگے اور ان سے ملتے ہوئے جھجکے۔ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ میرے اور تمہارے دل میں پرانے کینے، نفسانیت اور دنیا کی محبت پیدا ہو (اور رعیت

کے ساتھ ظلم و غفلت پر مائل کرے) انصاف کرو چاہے یہ عمل دن میں ایک گھنٹہ ہو"..... (سنن کبریٰ بیہقی ۱۰/۱۳۵)

ابو عبید نے اپنی کتاب الاموال (صہ) میں اس خط کا جو نسخہ دیا ہے اس میں یہ الفاظ زائد ہیں :-

"واضح ہو کہ کام کو قوت سے انجام دینے کا مدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل پر نہ ٹالا جائے، کیوں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو کام بہت بڑھ جائیں گے اور تمھاری سمجھ میں نہ آئے گا کہ کون سا کام پہلے کرو اور کون سا بعد میں اس طرح بہت سے اہم کام ضائع ہو جائیں گے"

۱۵۴- ابو موسیٰ اشعری کے نام

"واضح ہو کہ لوگ اپنے بادشاہوں سے دور بھاگتے ہیں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی جاہلانہ ہٹ، پرانے کینے، نفسانیت اور دنیا کی چاہت میرے یا تمہارے اوپر غلبہ کر کے عوام کی بہبودی اور خدمت کی طرف سے بے پرواہ کر دے۔

(۲) لوگوں کی داد فریاد سننے اور انصاف کرنے ہر دن بیٹھا کرو چاہے ایک گھنٹہ ہی کے لئے ہو۔

(۳) جب دو راستے تمھارے سامنے ہوں جن میں سے ایک پر چل کر خدا کی رضا حاصل ہوتی ہو اور دوسرے پر چل کر کوئی دنیاوی فائدہ، تو پہلا راستہ اختیار کرو، کیوں کہ دنیاوی فائدے فانی ہیں اور آخرت اور اس کی لذتیں جاودانی۔

(۴) سرکاری روپیے کے معاملہ میں انتہائی احتیاط سے کام لو۔

(۵) بدمعاشوں اور غنڈوں کے دلوں میں ایسا خوف بٹھاؤ کہ ان کا شیرازہ بکھر جائے۔

(۶) جب دو قبیلوں میں جنگ ہو اور وہ ان اپنے حمائیوں کو (جاہلی دستور کے مطابق) یالَ یالِ فلانَ کہہ کر پکاریں تو سمجھ لو کہ شیطان نے ان کو بھڑکایا ہے، تلوار سے ان کی خبر لو حتیٰ کہ وہ قانونِ اسلام کی طرف رجوع کریں اور اُن کی پکار خدا اور اسلام کی طرف ہو۔

(۷) مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلۂ ضَبّہ کے لوگ اپنے حمایتیوں کو لڑائی کے وقت جاہلی شان سے بلاتے ہیں۔ قسمیہ کہتا ہوں کہ خدا نے نہ تو کبھی ان کے ہاتھوں کوئی اچھا کام کرایا ہے اور نہ ان کے ذریعہ کبھی کوئی برائی دفع کی ہے۔ میرا خط پڑھ کر ان کی ایسی خبر لو کہ اگر انھیں عقل نہ آئے تو کم از کم حکومت کا خوف ان کے دل میں بیٹھ جائے۔ ان کے قبیلہ کے (سمجھدار) لیڈر غُبلان بن خَرشہ کو اپنے مشیروں میں داخل کرو۔

(۸) مسلمان مریضوں کی عیادت کرو۔

(۹) ان کے جنازوں میں شریک ہو۔

(۱۰) ان کے لئے اپنا دروازہ کھلا رکھو اور اُن کے معاملات کی سربراہ کاری سے ذاتی دل چسپی لو، تم ان ہی میں سے ایک ہو، فرق بس اتنا ہے کہ تمھارے کندھوں پر ذمہ داریوں کا بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے۔

(۱۱) مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے اور تمھارے خاندان کا کھانا، لباس اور سواری عام مسلمانوں کی نسبت پُرتکلف ہوتا جا رہا ہے۔ عبداللہ، خبردار تمھاری حالت اس چوپایہ کی سی نہ ہو جو ایک شاداب مرغزار میں پہنچ جائے اور اس کی زندگی کا مقصد یہ ہو کہ کھائے پئے اور موٹا ہو حالاں کہ موٹاپے ہی میں اس کی موت ہے (حالاں کہ اس کے موٹاپے سے فائدہ دوسروں کو ہوگا — ازالۃ الخفاء

(۱۲) ہر حاکم کو خدا کے پاس لوٹ کر جانا ہے، نیز یہ کہ جب حاکم ٹیڑھی چال

چال چلتا ہے تو رعایا بھی ٹیڑھی چال چلنے لگتی ہے اور سخت بدنصیب ہے وہ حاکم جس کی بداعمالیوں سے رعایا تباہ و برباد ہو، والسلام .... البیان جاحظ

مصر ۲/۱۵۵، عقدالفرید، مصر، جزوی تغیر کے ساتھ ۱/۴۶، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، مصر ۳/۹۴، ازالۃ الخفار ۲/۱۸۱ خط کا کچھ حصہ ۲/۱۹۱ پر بھی ہے۔ خط کا بیشتر حصہ کنز العمال میں بھی موجود ہے ۳/۱۴۹-۱۵۰

۱۵۵۔ ابوموسیٰ اشعری کے نام

ایک عرب حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور بولا: امیرالمومنین اَلنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کے کیا معنی ہیں؟ انھوں نے پوچھا: تم کون ہو" نو وارد نے کہا: میں بصرہ کا باشندہ ہوں، میرا تعلق قبیلہ بنو تمیم کی شاخ بنو سعد سے ہے۔ حضرت عمرؓ: اچھا تو تو ایک اجڈ قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے میں تیرے گورنر کو لکھتا ہوں وہ تجھے خوب مزہ چکھائے گا" یہ کہہ کر انھوں نے اس کے ایک دھپ رسید کی جس سے اس کی ٹوپی گر گئی اور اس کے بڑے بڑے بال کھل گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے کہا: اگر تیرے بال منڈے ہوتے تو مجھے تیرے بارے میں کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی پھر یہ خط ابوموسیٰ کو لکھا:۔

"اصبغ بن علیم تمیمی، کارآمد باتوں کو چھوڑ کر (مراد، قرآن کی تعلیمات) غیر ضروری اور دور از کار باتوں (مراد قرآن کے استعارات و کنایات اور مشکلات) کے پیچھے پڑا ہے میرا یہ خط جب وصول ہو تو سارے مسلمان اصبغ کے ساتھ خرید و فروخت بند کر دیں اگر وہ بیمار ہو تو کوئی اس کی عیادت کو نہ جائے، اگر اس کا انتقال ہو تو کوئی اس کے کفن دفن میں شریک نہ ہو"

خط لکھنے کے بعد حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: خدا نے جب آپ کو پیدا کیا تو آپ کی کمزوریوں سے واقف تھا اس لئے اس نے ایک نبی بھیجا اور آپ کو ایک کتاب عطا کی جس میں ان سے مثبت اور منفی ضابطے آپ کے لئے وضع کئے اور کچھ باتیں چھوڑ دیں، مگر بھول، نسیان سے نہیں بلکہ ازراہ لطف و کرم ایسا کیا، لہٰذا ان باتوں کی کھوج میں پڑ کر جو منفی و مثبت ضابطوں کے علاوہ اس

کتاب میں بیان ہوئی ہیں، اپنا وقت خراب نہ کیجئے۔

یہ ابن اسحاق یا ابو اسحاق کی روایت ہے، ایسی ہی ڈرامائی شان کی ایک اور روایت ہے جس کے ناقل مشہور تابعی مسیّب کے صاحبزادے سعید ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صبیغ تمیمی (اصبغ کی جگہ) حضرت عمر کے پاس آیا اور بولا: - الذّاریات ذروًا کا کیا مطلب ہے؟ حضرت عمر: ذاریات کے معنی ہیں ہوائیں، اگر میں نے رسول اللہ کی زبان سے یہ معنی سنے نہ ہوتے تو اپنی طرف سے ایسا نہ کہتا۔

صبیغ: والحاملات وقرًا کا کیا مطلب ہے؟ حضرت عمر: حاملات کے معنی ہیں بادل۔ اگر میں نے رسول اللہ کی زبان سے یہ معنی سنے نہ ہوتے تو اپنی طرف سے ایسا نہ کہتا۔

صبیغ: والمقسّمات امرًا کا کیا مفہوم ہے؟ حضرت عمر: مقسمات کی تفسیر ہے ملائکہ، اگر میں نے رسول اللہ کی زبان سے یہ تفسیر نہ سنی ہوتی تو اپنی طرف سے ایسا نہ کہتا۔

اس کے بعد حضرت عمر نے اس شخص کے سو کوڑے لگوائے اور ایک کوٹھری میں بند کرادیا، جب اس کے زخم ٹھیک ہوتے تو اس کو بلایا اور مزید سو کوڑے لگوائے۔ پھر ایک اونٹ پر بٹھاکر اور ابوموسیٰ کے نام دستی خط دے کر جس میں تھا کہ صبیغ کا لوگوں سے ملنا جلنا بند کردو، اس کو بصرہ بھیج دیا۔ زیادہ دن تک صبیغ سوشل بائی کاٹ برداشت نہ کرسکا، اس نے گورنر کے سامنے توبہ کی۔ گورنر نے خلیفہ سے رجوع کیا تو فرمان آیا اب لوگ صبیغ کے ساتھ اٹھ بیٹھ سکتے ہیں۔ اس روایت کی اسناد ضعیف بتائی گئی ہے۔ (سنن دارقطنی و ابن عساکر۔ کنز العمال ۱/۲۶۶)

۱۵۶- ابوموسیٰ اشعری کے نام

"فصلِ مقدمات کے وقت نہ تو بیچو، نہ خریدو، نہ کھاؤ پیو، نہ لڑو، نہ رشوت لے کر غلط فیصلہ دو، اور نہ غصہ میں دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرو" کنز العمال ۳/۱۲۵

کئی راویوں نے کم و بیش یہی ہدایات قاضی شریح کے حق میں بیان کی ہیں جنہیں ۱۸ھ میں حضرت عمر نے کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔

۱۵۷- ابوموسیٰ اشعری کے نام

ابوموسیٰ اشعری کو ایک غیر عرب لونڈی پسند تھی اور وہ اسے خریدنا چاہتے تھے، انھوں نے اس باب میں خلیفہ سے مشورہ کیا تو یہ فرمان آیا:

"اس قوم کی عورتوں کی لونڈی مت رکھو (راوی نے یہ نہیں بتایا کہ یہ کس قوم کی عورتیں تھیں) کیوں کہ یہ زنا کو عار نہیں سمجھتیں۔ خدا نے شرم و حیا ان کے چہروں سے ایسی کھینچ لی ہے جیسے کتیوں سے، بہتر ہے کہ تم کوئی عرب لونڈی خرید لو، وہ تم کو دل سے چاہے گی اور سچی لگن سے بچوں کی دیکھ بھال بھی کرے گی۔"

ہمارے راوی نے یہ نہ بتایا کہ ابوموسیٰ کو مشورہ کی کیا ضرورت آن پڑی تھی، کیا وہ ایک جائز اور پرائیویٹ معاملہ میں بھی خلیفہ کی اجازت و مشورہ کے محتاج تھے۔ (ابن عساکر - کنزالعمال ۴/ ۲۸)

۱۵۸- ابوموسیٰ اشعری کے نام

ذیل کا خط حسن بصری نے بیان کیا ہے:-

"سال میں ایک دن ایسا مقرر کرلو جب خزانہ میں ایک درہم تک نہ رہے اور اس کا فرش بالکل صاف ہوجائے۔ تاکہ خدا کو معلوم ہو کہ میں نے ہر حق دار کا حق ادا کر دیا ہے۔" (ابن سعد و ابن عساکر - کنزالعمال ۲/ ۳۱۷)

۱۵۹- ابوموسیٰ اشعری کے نام

حضرت عمر کا یہ سب سے مشہور خط ہے جو ادب، فقہ اور قانون کی بہت سی کتابوں میں نقل ہوا ہے۔ اس میں انصاف اور فصلِ مقدمات کے کچھ بنیادی اصول بیان ہوتے ہیں اور قیاس و

اجتہاد کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کو ایک دوسری اہمیت یہ حاصل ہے کہ یہ حضرت عمر کا شاید سب سے مستند اور کم سے کم مشتبہ خط ہے۔ اس کا راوی بیان کرتا ہے کہ ابو موسیٰ نے حضرت عمر کے وہ سارے مراسلے جوان کو بھیجے گئے تھے اہتمام سے جمع کر لیے تھے اور مرتے وقت اپنے بیٹے ابو بُردہ (حجاج کے قاضی کوفہ) کو تاکید کی تھی کہ انھیں پڑھیں اور محفوظ رکھیں۔ راوی نے یہ خط ابو بُردہ کے پاس دیکھے اور ذیل کا خط اس کو اتنا پسند آیا کہ اس نے نقل کر لیا۔

شارح نہج البلاغۃ اور مصنف نہایۃ الارب نے لکھا ہے کہ یہ مراسلہ ابو موسیٰ کو عراق کے قاضی کی حیثیت سے بھیجا گیا تھا اور قدیم مصنفوں میں ابن الفقیہ صاحب کتاب البلدان نے بھی ابو موسیٰ کو بصرہ کا قاضی بتلایا ہے لیکن یہ رائے ماننا مشکل ہے کیوں کہ اکثر راوی اور مورخ ابو موسیٰ کے صرف گورنر ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ اس خط کے جتنے نسخے میری نظر سے گذرے ہیں اُن سب میں لفظی و معنوی اختلاف موجود ہے، لیکن یہ اختلاف کچھ اسی خط کے ساتھ مخصوص نہیں، عربی کی کوئی پرانی تصنیف الا یہ کہ وہ خود مصنف کے ہاتھ کی ہو، اس سے خالی نہیں۔ یہ اختلاف ہر اس لٹریچر میں ہونا ضروری ہے جو روایت و نسخ کی گود میں پروان چڑھا ہو، اس اختلاف کی وجہ کبھی تو کاتبوں کی بھول چوک اور غفلت ہوتی ہے اور کبھی اُن کے اور راویوں کے تصرفات۔ یہ اختلاف حضرت عمر کے اُن تمام خطوط میں کہیں کم کہیں زیادہ موجود ہے جس کے ایک سے زیادہ نسخے ہیں خط زیر بحث ارباب قلم کو بہت محبوب تھا، اس لئے اس کے نسخے بہت ہیں، مگر میرے پیش نظر نسخوں میں کوئی دو بھی بالکل ایک سے نہیں۔ کہیں اختلاف کم ہے کہیں زیادہ، کہیں لفظی اختلاف زیادہ ہے اور کہیں معنوی۔ تاہم خط کا بیشتر حصہ ہر جگہ مشترک ہے۔ علاوہ بریں اکثر نسخوں میں ایسے لفظ اور جملے ہیں جن کا مفہوم متعین کرنا اور سیاق و سباق سے ان کا ربط قایم کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ مگر بعض دوسرے نسخوں میں ان کی جگہ ایسے لفظ اور جملے بھی ملتے ہیں جن سے مفہوم اور ربط کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ میں نے جس نسخہ سے ترجمہ کیا ہے اس کی اصل عبارت پیش کر دی ہے تاکہ قاری کو ترجمہ کا صحیح مرجع معلوم رہے۔

عبداللہ امیرالمومنین عمر کی طرف سے عبداللہ بن قیس کو سلام علیک واضح ہو کہ فصلِ مقدمات (انصاف) ایک اہم فریضہ ہے جس کو ہر زمانہ میں لوگ انجام دیتے رہے ہیں۔

"اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْقَضَاءَ فَرِیْضَۃٌ مُحْکَمَۃٌ وَ سُنَّۃٌ مُتَّبَعَۃٌ"

(۲) جب کوئی مقدمہ تمھارے پاس آئے تو اس کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھو اور جب صحیح فیصلہ تم کو سوجھ جائے تو اس کو نافذ بھی کردو کیوں کہ زبانی فیصلہ بے سود ہے جب تک اس کو عملاً نافذ نہ کیا جائے۔

"فَافْهَمْ اِذَا اُدْلِیَ اِلَیْکَ فَاِنَّہٗ لَا یَنْفَعُ تَکَلُّمٌ بِحَقٍّ لَا نَفَاذَ لَہٗ"

(۳) مدعی اور مدعی علیہ کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرو، کسی فریق سے بات کرنے یا عدالت میں بٹھانے یا انصاف کرنے میں کوئی امتیاز نہ برتو تاکہ "بڑا آدمی" یہ توقع نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ رعایت کروگے اور "غریب" کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ تم اس کے ساتھ بے انصافی سے پیش آؤگے۔

"وَآسِ بَیْنَ النَّاسِ فِیْ وَجْہِکَ وَمَجْلِسِکَ وَعَدْلِکَ حَتّٰی لَا یَطْمَعَ شَرِیْفٌ فِیْ حَیْفِکَ وَلَا یَخَافَ ضَعِیْفٌ مِنْ جَوْرِکَ۔

(۴) جو شخص دعویٰ کرے اس سے گواہ مانگے جائیں اور جو دعویٰ نہ مانے اس سے قسم لی جائے۔

"اَلْبَیِّنَۃُ عَلٰی مَنِ ادَّعٰی وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ"

(۵) مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے اسلام کا کوئی قانون نہ ٹوٹے۔

"وَالصُّلْحُ جَائِزٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا"

(۶) اگر تم آج کوئی فیصلہ کرو اور بعد میں اس سے بہتر فیصلہ تم کو

سوجھے تو تم پہلے فیصلہ کو رد کر سکتے ہو، اس لئے کہ "حق" ازلی ہے، اس کی طرف رجوع کرنا غلطی پر اڑے رہنے سے بہر حال بہتر ہے۔

"وَلَا يَمْنَعُكَ قَضَاءٌ قَضَيْتَهُ الْيَوْمَ فَرَاجَعْتَ فِيهِ عَقْلَكَ وَهُدِيتَ فِيهِ لِرُشْدِكَ أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ، فَإِنَّ الْحَقَّ قَدِيمٌ وَمُرَاجَعَةُ الْحَقِّ خَيْرٌ مِنَ التَّمَادِي فِي الْبَاطِلِ۔

(۷) خوب خوب غور کرو اس مقدمہ پر جو تمھارے دل میں خلش پیدا کئے ہو اور جس کا حل قرآن اور سنت میں تم کو نہ ملے۔

"اَلْفَهْمَ اَلْفَهْمَ فِيمَا يَتَلَجْلَجُ فِي صَدْرِكَ مِمَّا لَيْسَ فِي الْكِتَابِ وَلَا السُّنَّةِ۔"

(۸) ایسے مسائل کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرو جن میں کوئی "وجہ مشابہت" موجود ہو اور قیاس و اجتہاد سے کام لو۔

"ثُمَّ اعْرِفِ الْأَمْثَالَ وَالْأَشْبَاهَ وَقِسِ الْأُمُورَ بِنَظَائِرِهَا۔"

(۹) کوئی شخص اگر اپنے دعوے کو ثابت کرنے یا گواہ فراہم کرنے کے لئے مہلت مانگے تو اس کو مہلت دو اور اگر وہ گواہ پیش کردے تو اس کا حق دلوادو ورنہ اس کے خلاف فیصلہ کرو، ایسا کرنے سے ظلم و ستم کی سیاہی دور ہوگی اور فریقین کے لئے اعتراض کا موقع نہ رہے گا۔

"وَاجْعَلْ لِمَنِ ادَّعَى حَقًّا غَائِبًا أَوْ بَيِّنَةً أَمَدًا يَنْتَهِي إِلَيْهِ فَإِنْ أَحْضَرَ بَيِّنَةً أَخَذْتَ لَهُ بِحَقِّهِ وَإِلَّا وَجَّهْتَ عَلَيْهِ الْقَضَاءَ۔ فَإِنَّ ذَلِكَ أَجْلَى لِلْعَمَى وَأَبْلَغُ فِي الْعُذْرِ۔"

(۱۰) ہر مسلمان کو گواہی دینے کا حق ہے اِلا یہ کہ کسی سنگین جرم میں کوڑوں کی سزا بھگت چکا ہو یا جھوٹی شہادت کے لئے بدنام ہو چکا ہو یا اگر وہ آزاد کردہ ہے تو اس پر غلط آقا کی طرف اپنے کو منسوب کرنے یا غلط حسب

نسب بتانے کا الزام ہو۔ تمھاری چھپی بد اعمالیوں (کی سزا) کا معاملہ خدا کے ہاتھ ہے، دنیا میں قانونی سزا سے بچنے کے لئے اُس نے گواہی اور حلف ضروری قرار دیا ہے۔

"اَلْمُسْلِمُوْنَ عُدُوْلٌ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا مَجْلُوْدًا فِيْ حَدٍّ اَوْ مُجَرَّبًا عَلَيْهِ شَهَادَةُ زُوْرٍ اَوْ ظَنِيْنًا فِيْ وَلَاءٍ اَوْ نَسَبٍ، فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَوَلّٰى مِنْكُمُ السَّرَائِرَ وَدَرَاَ عَنْكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَالْاَيْمَانِ۔

(۱۱) خبردار، تمھارے دل میں اہلِ مقدمہ سے خفگی، اکتاہٹ یا چڑچڑاپن پیدا نہ ہو کیوں کہ جو شخص حق و انصاف کے موقع پر حق و انصاف قائم کرتا ہے وہ خدا کے انعام اور اچھی شہرت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

"ثُمَّ اِيَّاكَ وَالْقَلَقَ وَالضَّجَرَ وَالتَّاَذِّيْ بِالْخُصُوْمِ فَاِنَّ اسْتِقْرَارَ الْحَقِّ فِيْ مَوَاطِنِ الْحَقِّ مِمَّا يُوْجِبُ اللّٰهُ بِهَا الْاَجْرَ وَيُحْسِنُ بِهَا الذِّكْرَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ

عقد الفرید، ابن عبدربہ مصر، ۱۹۱۳ء م ۱/۴۶،

البیان والتبیین - جاحظ مصر، ۱۳۳۲ھ ۲/۱۲۴،

اعلام الموقعین - ابن القیم مصر، ۱/۷۱-۷۲،

شرح نہج البلاغہ - ابن ابی الحدید، مصر، ۳/۱۱۹،

کامل - مبرّد، لیپزگ ۱۸۶۴ء م ۱/۹،

نہایۃ الارب - نُویری، مصر ۱۹۲۶ء م ۶/۲۵۷،

صبح الاعشیٰ - قلقشندی مصر ۱۰/۱۹۴،

عمر بن خطاب - ابن جوزی مصر، ۱۳۵۱ھ،

دارقطنی، دہلی ۲/۵۱۲، تخریج الرایۃ مصر، ۴/۸۱-۸۲

ازالۃ الخفاء - شاہ ولی اللہ، بریلی ۲/۱۱۹، کنز العمال - متقی برہان پوری، حیدرآباد (خط کا بقیہ حصہ) ۳/۱۲۴ - مبسوط - سرخسی، مصر، ۱۶/۶۰